منبعِ انوار

مرتب

صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری
ایم اے معاشیات
پنجاب یونیورسٹی لاہور

ناشر

مکتبہ نور اسلام شرقپور شریف

منبع انوار

حالات وواقعات

قطب ربانی
شیر یزدانی اعلحضرت **میاں شیر محمد شرقپوری** قدس سرہ العزیز

مرتب
صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری

مکتبہ نور اسلام
شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ

جملہ حقوق محفوظ ہیں

صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ شرقپور ۔ ثانی رحمۃ اللہ علیہ

نام کتاب	منبعِ انوار
مرتب	صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری
ناشر	مکتبہ نورِ اسلام، شرقپور شریف
مطبع	ناصر باقر پرنٹرز 8/2 ریٹی گن روڈ، لاہور، 042-7232531,7232535
اشاعت	بار ششم، اکتوبر 2005
پروف ریڈنگ	محمد عالم مختار حق

دارالمبلغین حضرت میاں صاحب شرقپور شریف فون 0498-591054,590791

نگارشات شیر ربانی مکان نمبر 5، اجمیری سٹریٹ ہجویری محلہ داتا گنج بخش لاہور۔ فون: 7313356

Marfat.com

دروازے کھول رکھے تھے۔ مولوی غلام رسولؒ نے وہیں اپنا مسکن بنایا اور ایک مسجد اور ایک مدرسے کی بنیاد رکھی۔ ہر عزم کو ایک یقین لازم ہے۔ یقین کے آگے کوئی دیوار نہیں ٹھہرتی۔ اس کچی پکی درس گاہ نے دیکھتے ہی دیکھتے ایک بڑی علمی خانقاہ کی صورت اختیار کر لی۔ مولوی غلام رسولؒ کے ایک بھتیجے تھے حافظ غلام حسینؒ۔ ان سے میاں صاحب ؒ نے اپنی اکلوتی لڑکی آمنہ کی شادی کر دی تھی۔ انہی کے بطن سے میاں عزیز الدین ؒ تولد ہوئے۔

تقویٰ کسی کو ورثے میں نہیں ملتا۔ البتہ عبادت و ریاضت کا ماحول میاں عزیز الدین ؒ کو ورثے میں ملا تھا اور انہوں نے بہ تمام و کمال اپنے اجداد کی پیروی کی تھی۔ وہ ایک شب بیدار بزرگ تھے باطنی علوم کے علاوہ ظاہری علوم سے بھی پیراستہ۔ دنیوی امور میں گھرے رہنے کے باوجود دنیا سے بچے بچے رہتے تھے۔ ضلع حصار کے محکمہ ویکسی نیشن سے وہ ایک مدت تک وابستہ رہے۔ تعطیلات میں وہ اپنے گھر شرقپور میں آ جاتے تھے نوکروں کو ساتھ بٹھا کر کھانا کھلانا ان کا معمول تھا۔ اپنے کپڑے وہ خود دھوتے تھے بلکہ بسا اوقات نوکروں کے کپڑے بھی دھو دیتے تھے۔ ان کے محکمے میں رشوت ستانی عام تھی لیکن انہوں نے ساری عمر سوکھی تنخواہ پر بسر کی۔ جو خوشبو شرقپور کی ایک گلی میں آ کے بابا امیر الدینؒ سونگھتے تھے، وہ میاں عزیز الدینؒ کے ہاں ایک فرزند کی صورت میں مجسم ہوئی۔ ولادت کی تاریخ کہیں درج نہیں۔ لیکن ۱۸۶۳ء سے کسی محقق کو اختلاف نہیں ہے۔ والدہ آمنہ نے اپنی خاندانی روایت کے مطابق نومولود کی تربیت کا بیڑا اٹھایا۔ ساتویں روز لڑکے کا نام شیر محمد رکھا گیا۔

بابا امیر الدینؒ تو اشارہ کر کے چلے گئے لیکن اشاروں سے کیا ہوتا ہے۔ میاں

عزیزالدینؒ کے لیے ان کا بیٹا ایک بیٹا ہی تھا اور محلے داروں کے لیے دوسرے بچوں جیسا ایک بچہ۔ میاں غلام رسولؒ خاندان کے سب سے معمر بزرگ تھے۔ انہوں نے آپؒ کا چہرہ دیکھتے ہی آپؒ کے منہ میں اپنی زبان ڈال دی۔ شیر خوار دیر تک ان کی زبان چوستے رہے۔ اس طرح ورثہ منتقل ہو گیا۔ میاں غلام رسولؒ کو آپؒ کے نانا کے علاوہ دادا کی حیثیت بھی حاصل تھی وہ انہیں ایک پل کے لیے بھی آنکھوں سے اوجھل نہ ہونے دیتے تھے اور کمسنی ہی میں علم و حکمت کے رموز سمجھانے کی کوشش کرتے۔ آپؒ پلکیں پٹ پٹاتے اور مسکراتے ہوئے سنتے رہتے۔ آپؒ میں سادگی و معصومیت کے ساتھ ساتھ بعض مجنونانہ ادائیں بھی تھیں جو نانا کو دیوانہ کر دیتی تھیں۔ ان کا بس نہ چلتا تھا کہ آپؒ کو ہمہ وقت سینے سے لگائے رکھیں۔ کندھوں پر اٹھائے رکھیں لیکن نواسے اور نانا کی یہ رفاقت زیادہ دیر قائم نہ رہ سکی۔ میاں غلام رسولؒ کا بلاوا آ گیا۔ نانا کو نواسے سے رخصت ہونا پڑا بہر حال ایک سال میں انہوں نے طفل شیر خوارؒ پر جو نقش مرتب کیے تھے وہ ایسے نہیں تھے کہ آسانی سے مٹ جاتے۔ گفتار کی نرمی، تفکر، تحمل، مسکینی اور کم گوئی کے نقوش۔ زندگی کے آخر لمحوں میں میاں غلام رسولؒ نے اپنے دوسرے نواسے یعنی میاں عزیزالدینؒ کے بھائی حمیدالدینؒ کو وصیت کی تھی کہ "دیکھ حمید! ہم شیر محمد کو تیرے حوالے کر رہے ہیں جو کچھ تجھے آتا ہے وہ اسے سونپ دے اور جو کچھ نہیں آتا اس کے لیے بھی رہنمائی کر۔ ہماری دعائیں تیرے ساتھ ہیں۔" حافظ حمیدالدینؒ نقلی و عقلی علوم میں غیر معمولی دسترس رکھتے تھے۔ ان کا شمار عربی و فارسی کے اساتذہ میں ہوتا تھا۔ آپؒ ان کے بھتیجے بھی تھے اور نانا کے حکم کی تعمیل بھی فرض تھی۔

آپؒ جیسے ہی چلنے پھرنے کے قابل ہوئے قرآنی آیات سے آپؒ کی تعلیمات کا

Marfat.com